www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

— لیکن سوچئے، کہ ایسے لوگ جو بیانگِ دہل حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت و اتباع سے انکار کر رہے ہیں، اور جن کے نزدیک محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت میں ہر دور کا "مرکزِ ملت" شریک ہے، "شریک ہے" ہم نے غلط کہا، بلکہ ان کے نزدیک صحیح تر لفظوں میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اب رسول کا لفظ صادق ہی نہیں آتا، بلکہ اب تو قائم ہونے والی "قرآنی حکومت" کا "مرکزِ ملت" رسول کہلائے گا۔ کیا ایسے لوگ انکارِ حدیث و سنت کے پردے میں انکارِ رسالت نہیں کر رہے ہیں؟

ردِّ تقلید اور حدیث کے حجتِ شرعیہ ہونے پر

حجیتِ حدیث

شیخ ناصر الدین البانی کی مایہ ناز کتاب

ضخامت	ترجمہ	قیمت
۸۸ صفحات	حافظ عبدالرشید اظہر	۹ روپے صرف

ناشر: ادارہ محدث ۹۹ جے۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

خلافت و جمہوریت

از قلم مولانا عبدالرحمن کیلانی

دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے!

ضخامت : ۲۸۸ صفحات

مجلد سنہری ڈائیدار ——— قیمت ۲۸ روپے

ناشر: ...

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مقالات

حضرت مولانا عبدالغفار حسن

(ماخوذاز "مقام رسالت")

سنت ﷺ

قرآن حکیم کی روشنی میں

۱۔ یہ مضمون تین اجزاء پر مشتمل ہے :

(الف) خود قرآن مجید سے اس امر کا ثبوت کہ قرآنی آیات کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا کرتا تھا، جس کو اہل علم کی اصطلاح میں وحی خفی یا وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوہ حسنہ کے شریعت اور مدار نجات ہونے پر قرآن کریم کی محکم شہادتیں۔

(ج) اُن آیات کی صحیح تفسیر و تاویل، جن کو سنت سے انکار کے سلسلے میں بطور حجت پیش کیا جاتا ہے۔

۲۔ موجودہ منکرین سنت کے منتشر افراد کا اگر ذہنی تجزیہ کیا جائے تو نمایاں طور پر اُن کی تین قسمیں سامنے آتی ہیں :

(الف) وہ لوگ جن کا نظریہ یہ ہے کہ قرآن نے تمام اصول و فروع، کلیات و جزئیات کو مستقل طور پر بیان کر دیا ہے۔ شریعت کا کوئی معمولی سے معمولی مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جو قرآن میں تفصیل و وضاحت سے نہ ملتا ہو۔

(ب) وہ جن کی رائے میں قرآن کے ساتھ تعاملِ امت پر بھی اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

(ج) وہ جن کا خیال یہ ہے کہ دین و شریعت کے اصول و کلیات کو تو قرآن نے بیان کر دیا ہے۔ باقی رہیں جزئیات، تو ان کے بارے میں "مرکزِ ملت" کے فیصلے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

واجب الاتباع ہوں گے، مرکزِ ملت کو اختیار ہو گا کہ تعامُلِ امت یا اخبارِ آحاد سے ثابت شدہ مسائل میں سے جسے چاہے باقی رکھے اور جسے چاہے رد کر دے۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اس بنا پر نہیں کہ آپؐ ہمیشہ کے لیے ..... اللہ کے رسولؐ تھے، بلکہ اس لیے کہ آپؐ اپنے زمانے کے صاحبِ امر تھے اور آپؐ کا طریقہ بعد کے اصحابِ امر کے لیے صرف ایک نظیر کا درجہ رکھتا ہے، جس سے وہ اپنی صواب دید کے مطابق استفادہ کرنے اور نہ کرنے میں آزاد ہیں۔

ذیل کے مقالہ میں منکرینِ حدیث کے یہ تینوں اقسام پیشِ نظر رہے ہیں!

قرآنِ کریم سے وحیِ خفی کا ثبوت

۱۔ "وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ۔ الآیۃ!" (البقرۃ: ۱۴۳)

"اور نہیں بنایا تھا ہم نے اس قبلہ کو جس پر آپؐ تھے مگر اس لیے کہ ہم ظاہر کر دیں (چھانٹ دیں) اس کو جو رسولؐ کی پیروی کرتا ہے ان لوگوں سے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتے ہیں۔"

اس آیت میں (بطورِ خبر) یہ تو بتلایا جا رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی ابتدائی زندگی میں جو بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا تھا تو یہ قبلہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ تھا، لیکن یہ حکم قرآنِ کریم میں کہیں نہیں ملتا کہ "بیت المقدس کو قبلہ بنائیے!" — ظاہر ہے کہ اس بالے میں اللہ تعالیٰ نے وحیِ خفی کے ذریعے آپؐ کی رہنمائی فرمائی تھی۔

۲۔ "وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ!" (التحریم: ۳)

"اور جب نبیؐ نے اپنی ایک بیوی سے راز کی بات کہی، پھر اس (بیوی) نے (بات) ظاہر کر دی اور اللہ تعالیٰ نے اس (بیوی کے طرزِ عمل سے)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کر دیا۔ تو آپؐ نے اس بات کا کچھ حصہ بتلا دیا، اور کچھ حصہ سے اعراض کیا۔ پھر جب آپؐ نے اس بات کی بیوی کو خبر کر دی تو اس نے کہا، آپؐ کو کس نے خبر دی؟ آپؐ نے فرمایا مجھے علیم و خبیر نے آگاہ کیا ہے۔"

اس آیت میں "اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ" اور "نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ" یہ دو جملے زیر نظر مسئلے میں قابل غور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر کس طرح ظاہر کیا؟ علیم و خبیر کے اطلاع دینے کی نوعیت کیا تھی؟ اس کی تفصیل قرآنِ مجید میں ہمیں نہیں ملتی۔ ماننا پڑے گا کہ قرآن کے علاوہ وحی کی کوئی دوسری شکل بھی تھی، جسے یہاں "اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ" اور "نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ" سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

۳۔ "اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ" (القیامۃ: ۱۷)

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ قرآن مجید کی جمع و ترتیب کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ قرآنِ مجید کی موجودہ ترتیب وہ نہیں ہے جو نزول کے وقت اختیار فرمائی گئی تھی۔

نیز یہ بھی امر واقع ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ جمع و ترتیب کی شکل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق ظہور میں آئی تھی۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی قرآنی حکم کی بنا پر تنزیلی ترتیب کو بدلا گیا تھا۔ یا اس کی کوئی دوسری نوعیت تھی؟ ظاہر ہے کہ قرآنِ مجید میں اس بارے کوئی حکم موجود نہیں ہے اب آیت "اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ" کی روشنی میں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب، وحی خفی کی رہنمائی سے وجود میں آئی؟

۴۔ (الف) "وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا۔ الآیۃ"

(المائدۃ: ۵۸)

"اور جب تم نماز کی طرف (بلانے کے لیے) اذان دیتے ہو تو وہ (مشرکین) اسے کھیل کود بنا لیتے ہیں۔"

(ب) "اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اللّٰهِ الآیۃ! (الجمعۃ : ۹)

"جب جمعہ کے دن نماز کے لیے ندا (اذان) دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو"

ان ہر دو آیات میں نمازِ جمعہ اور عام نمازوں کے لیے (ندا) اذان کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن قرآن مجید میں اس بارے کوئی حکم یا کسی قسم کی تفصیلات نہیں ملتیں۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہاں وحی خفی کے ذریعہ آپؐ کی رہنمائی فرمائی گئی۔

۵۔ "فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم۔ الآیۃ" (البقرۃ: ۲۳۹)

اس آیت سے قبل بیان ہوا ہے کہ اگر خوف کی حالت ہو تو نماز جس طرح ممکن ہو پڑھ لو، پیادہ ہو یا سواری پر، اب اس آیت میں ارشاد ہو رہا ہے کہ "جب امن کی صورت ہو تو اللہ کو یاد کرو (یعنی نماز پڑھو) جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو تعلیم دی ہے" ظاہر ہے یہ تعلیم قرآن مجید میں تو ہے نہیں۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ سنت میں نماز کے بیان کردہ نقشہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی ہی طرف منسوب فرمایا ہے، اور اس کا ذریعہ وحی خفی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

اُسوہ حسنہ کے حجت ہونے پر قرآن کریم کی محکم شہادتیں

ا۔ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ۔ الآیۃ!" (النساء : ۵۹)

اس آیت میں مندرجہ ذیل امور قابلِ غور ہیں:

(الف) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے امر کے صیغہ "اَطِيعُوا" کو دہرایا گیا ہے لیکن اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے بجائے لفظ "اَطِيعُوا" تیسری بار دہرانے کے، واؤ عاطفہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اندازِ بیان کا یہ فرق صاف واضح کر رہا ہے کہ اولی الامر کی اطاعت کو وہ مقام حاصل نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دائمی، مستقل اور غیر مشروط ہے۔ لیکن اولی الامر کی اطاعت عارضی اور مشروط

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اپنی جگہ پر کوئی امتیازی مستقل حیثیت نہیں رکھتی تو پھر لفظ "اَطِیْعُوْا" کا دوبارہ لانا بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

(ب) "فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ۔ الخ!"

اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عوام اور اولی الامر، یا عوام کے مختلف گروہوں یا افراد کے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو فیصلہ کے لیے آخری سند صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس آیت نے واضح کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا قرآنی مطالبہ ایک الگ جداگانہ درجہ رکھتا ہے، جب کہ اولی الامر کی اطاعت کی حیثیت دوسری ہے! رسولؐ کی اطاعت کو یہ کہہ کر ختم نہیں کیا جا سکتا کہ رسولؐ کی اطاعت کا مطالبہ صاحبِ امر کی حیثیت سے کیا جا رہا ہے۔ اگر امر واقعہ یہی ہوتا تو قرآنِ مجید کا اندازِ تخاطب یہ ہونا چاہیے تھا: اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْا اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ! لیکن ایسا نہیں ہوا۔ سوال یہ ہے کہ رسولؐ کو درمیان میں کیوں لایا گیا؟

(ج) اللہ تعالیٰ تک ہم براہِ راست نہیں پہنچ سکتے۔ اس کی اطاعت کے معنی یہ ہیں کہ اس کے کلام، قرآنِ حکیم کی اطاعت کی جائے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد براہِ راست آپؐ سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اب اطاعت کی اس کے سوا اور کیا صورت ہو سکتی ہے کہ آپؐ کے ثابت شدہ اقوال و افعال کو زندگی کے تمام شعبوں میں رہنما بنایا جائے؟ یہاں یہ کہنا بھی بے بنیاد ہے کہ اطاعت کا لفظ صرف زندوں کے لیے مستعمل ہوتا ہے، گذرے ہوئے انسانوں کی پیروی پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ قرآنِ مجید یا مستند لغتِ عرب سے کہیں بھی اس قسم کی تحدید ثابت نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خطبے کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ اس بارے میں کسی قسم کی زبانی حد بندی قطعاً غلط ہے۔ خلیفۂ اول نے فرمایا تھا:

"اَطِیْعُوْنِیْ مَا اَطَعْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ"

(سیرۃ ابن ہشام ج ۲ صـ۲۷۳ ـ طبری، ج ۳ صـ۲۰۳)

یہاں حضرت ابوبکرؓ ایسے اہلِ زبان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت کر جانے کے بعد، آپؐ کی پیروی کے لیے لفظ "اطاعت" استعمال فرمایا ہے۔

۲۔ "وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۔" (پ۵، النساء ۔ ۱۱۵)

اس آیت میں "سبیل المومنین" کو ترک کر کے کسی دوسری راہ اختیار کرنے پر شدید وعید سنائی گئی ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ سنت کے بارے میں تیرہ سو سال کے طویل عرصہ میں "سبیل المؤمنین" کیا رہا ہے ؟ خوارج اور معتزلہ میں سے چند افراد کے سوا تمام سلف و خلف اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کے علاوہ سنت بھی شریعت ہے، جسے کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ متفقہ عقیدہ امت میں اسی تواتر سے منقول ہوتا چلا آ رہا ہے، جس تواتر سے قرآن مجید کا کلامِ الٰہی ہونا شروع سے اب تک مشہور و معروف ہے ۔ اس معاملہ میں چند منتشر افراد کی غوغا آرائی اُمّت کے اس متفق علیہ عقیدے پر اثر انداز نہیں ہو سکتی، ورنہ پھر قرآنِ مجید کی قطعیت بھی مشتبہ ہو کر رہ جائے گی —— شہرستانی نے لکھا ہے کہ خوارج میں سے فرقہ عجاردہ (میمونیہ) سورۂ یوسف کے الہامی ہونے کا قائل نہ تھا ۔ (الملل والنحل صفحہ ۱۲۶) —— اب کیا اس شرذمۂ قلیلہ کے اختلاف سے قرآنِ مجید کے بارے امت کا اجماعی فیصلہ مخدوش ہو سکتا ہے ؟ —— اور اگر نہیں، تو سنت کے بارے میں امت کا اجماعی فیصلہ کیوں کر بدلا جا سکتا ہے ؟

۳ ۔ " اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۔ الاٰية !" (آلِ عمران : ۳۲)

یہاں اطاعتِ رسولؐ کا اسی طرح مطالبہ کیا گیا ہے جس طرح آیت " اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۔ الخ (الحدید : ۷) میں ایمان بالرسولؐ پر زور دیا گیا ہے ۔ جس طرح ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسولؐ بھی لازمی ہے اور محض ایمان باللہ سے ایمان بالرسولؐ کا مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسولؐ کی اطاعت بھی ضروری ہے ۔ محض اللہ کی اطاعت، اطاعتِ رسولؐ کے مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتی ۔ اس مفہوم کی آیات میں ترتیبِ کلام کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے، اس سے اتنا فرق ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ (قرآنِ مجید) کی اطاعت بہر حال رسولؐ (سنت) کی اطاعت پر مقدم ہوگی ۔

۴ ۔ " رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۔ (الاٰية !" (البقرة : ۱۲۹)

ترتیبِ کلام میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ یہی الفاظ سورۂ آلِ عمران (آیت :)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور سورۃ الجمعۃ (آیت :) میں بھی ملتے ہیں۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار اوصاف بیان کیے گئے ہیں :

۱۔ تلاوتِ آیات۔

۲۔ تعلیمِ کتاب۔

۳۔ تعلیمِ حکمت۔

۴۔ تزکیہ۔

یہاں تلاوتِ آیات اور تعلیمِ کتاب دو جدا گانہ اوصاف ہیں۔ تلاوت کے معنی ہیں پڑھ دینا اور تعلیم کے معنی ہیں سکھانا۔ معلّم جب کسی کتاب کی تعلیم دیتا ہے تو اپنے الفاظ میں اس کی تشریح کرتا ہے، اجمال کی گرہیں کھولتا ہے، معنی کے ابہام واشتراک کی صورت میں مصنف کی اصل مراد کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اور بعض دفعہ اسے عملی نقشہ کھینچ کر سمجھانا پڑتا ہے۔ یہ نہ ہو تو تعلیمِ کتاب کا اصل مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ سالہ نبوی زندگی میں اس منصب کے تمام تقاضے باحسن وجوہ پورے کر دکھائے۔ اس طرح سنت کا وہ ذخیرہ، جو قرآنی اجمالات کی شرح کرتا ہے، تعلیمِ کتاب کے ماتحت آجاتا ہے۔ مثلاً قرآنِ مجید حکم دیتا ہے "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" لیکن اس اجمال کی پوری تفصیل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول وعمل سے پوری امت کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا وصف تعلیمِ حکمت بیان کیا گیا ہے۔ اس سے انکار نہیں کہ قرآنِ مجید بھی سراپا حکمت ہے۔ لیکن واؤ عطف کے ساتھ "کتاب" کے بعد "الحکمۃ" کا ذکر واضح کرتا ہے کہ یہاں قرآنِ مجید کے علاوہ یہ کوئی دوسری شے مراد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ قرآن کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے سوا اور کیا چیز حکمت قرار دی جا سکتی ہے؟ اس حکمت و دانائی کے اعلیٰ نمونے ہمیں آپؐ کے اجتہادی فیصلوں میں نظر آتے ہیں جو آپؐ نے قرآنی بصیرت کی بناء پر فرمائے ہیں۔ مثلاً قرآنِ مجید میں ہے: "اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ" یعنی "دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے"۔ جب کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو بھی بیک وقت نکاح میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی علت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسلام صلۂ رحمی کا حکم دیتا ہے، لیکن اس قسم کے رشتے قطع رحمی کا سبب بن جاتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ممانعت کی یہ علت خودساختہ نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ارشاد فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"وَإِذَا فَعَلْتُمْ ذَالِكَ فَقَدْ قَطَعْتُمْ أَرْحَامَكُمْ" (ابن حبان، نیل الاوطار، الموافقات للشاطبی ج ۲ ص ۱۹۲)۔

"اور جب تم یہ کرو گے تو اپنے رشتے کاٹ ڈالو گے!"

توضیح مدعا کے لیے مزید مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ قرآنِ مجید نے ایک واضح اصول کے ماتحت نواقضِ وضو کی ایک مختصر فہرست پیش کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی اصول کی روشنی میں ریح کے اخراج اور نیند کو بھی نواقضِ وضو میں سے شمار کیا ہے۔

۲۔ قرآنِ مجید نے خمر کو حرام قرار دیا ہے۔ لفظِ "خمر" سے بظاہر شراب کی اتنی ہی مقدار کی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نشہ آور ہو۔ لیکن حدیث نے واضح کر دیا: "مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ۔" یعنی "جس مشروب کی زیادہ مقدار (مثلاً دس قطرے) نشہ آور ہوں، اس کی تھوڑی مقدار (مثلاً ایک قطرہ) بھی حرام ہے۔"

۳۔ قرآنِ مجید نے "میتہ" کو حرام ٹھہرایا ہے۔ بظاہر لفظ "میتہ" مردار کی ہر نوع کو شامل ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمتِ میتہ کی اصل علت کو سامنے رکھتے ہوئے مردہ مچھلی اور ٹڈی کو حلال قرار دیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ تعلیمِ کتاب کے تحت سنت کا وہ ذخیرہ آجاتا ہے جو قرآنِ مجید کے کسی اجمال کی تشریح کرتا ہے، اور تعلیمِ حکمت سے سنت کا وہ حصہ مراد ہے جو قرآنی اصول وکلیات کی روشنی میں کیے ہوئے اجتہادی فیصلوں پر مشتمل ہے۔

چند شبہات کا ازالہ:

مغالطہ دیا جاتا ہے کہ:

۱۔ "ازواجِ رسول ؐ کو قرآنِ کریم میں حکم دیا گیا ہے:

"وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ۔ الآية!"

(الاحزاب: ۳۴)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جس سے معلوم ہوا کہ حکمت، قرآنِ مجید میں شامل ہے، ورنہ حدیثوں کو کون تلاوت کرتا ہے؟

جواب :

یہاں اردو زبان کے محاورے میں تلاوت کا جو مفہوم ہے اسے مندرجہ بالا آیت پر چسپاں کر کے پُرفریب مغالطہ دینے کی سعی کی گئی ہے۔ عربی میں تلاوت کے معنی پڑھنے اور پیروی کرنے کے ہیں۔ لیکن اردو میں تلاوت کا یہ لفظ تقریباً ہم معنی ہے۔ خود قرآنِ مجید میں تلاوت کا یہ لفظ غیر قرآن کے لیے استعمال ہوا ہے :

"قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ" (آل عمران: ۹۳)

"آپ فرما دیجیے، تورات کو لے آؤ اور اسے پڑھو، اگر تم سچے ہو!"

نیز فرمایا :

"وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ" (البقرة-آیت ۱۰۲)

"اور انھوں نے پیروی کی اس کی جو شیاطین حضرت سلیمانؑ کے عہد میں پڑھا کرتے تھے!"

۲۔ کہا جاتا ہے کہ: "قرآنِ مجید میں ہے: ہم نے لقمان کو حکمت دی۔ کیا لقمان کو خاتم النبیین کی حدیثیں دی گئی ہیں؟"

جواب :

یہاں پھر مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصل میں دعویٰ یہ نہیں ہے کہ لغتِ عرب میں "حکمت" کے معنی ہی "سنت" کے ہیں۔ یا قرآن میں جہاں کہیں بھی "حکمت" کا لفظ آیا ہے، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "سنت" مراد ہے۔ بلکہ استدلال یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں الکتاب (قرآن) کے ساتھ جہاں کہیں "الحکمۃ" کا ذکر ہے۔ اس سے مراد سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیوں کہ قرآنِ مجید کے بعد اگر کسی چیز کو حکمت قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ سنتِ رسولؐ ہی ہوسکتی ہے۔ اس استدلال کو پوری تفصیل کے ساتھ امام شافعیؒ نے اپنی بلند پایہ تصنیف کتاب الام ج ۷ میں بیان کیا ہے۔

۳۔ کہا جاتا ہے کہ: "آپؐ الکتاب لائے اور امت کے حوالے کر کے رخصت ہو گئے!"

جواب :

قرآنِ مجید میں ہے :

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ" (النحل: ۴۴)

"ہم نے (اے نبیؐ، یہ) ذکر آپؐ کی طرف نازل فرمایا ہے تاکہ آپؐ لوگوں کے لیے اس چیز کو بیان کریں جو ان کی طرف نازل فرمائی گئی ہے، تاکہ وہ غور و فکر کریں۔"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت (نعوذ باللہ) پوسٹ مین کی سی نہ تھی کہ "الکتاب ...ائے اور امت کے حوالہ کر کے رخصت ہوئے۔" بلکہ خود قرآنِ کریم آپکو منصبِ تبیین عطا کرتا ہے۔ ...ب یہ الذکر (قرآنِ مجید) کی تبیین آپؐ نے کس طرح فرمائی، اس کی مختلف انواع ذیل کی تفصیل ...سے معلوم ہو سکتی ہیں:

۱۔ قرآنی اجمال کی تفصیل:

(الف) مثلاً: "اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ" - قرآنِ مجید میں اس حکم کی تفصیل موجود نہیں۔ ہاں رکعاتِ صلوٰۃ، آدابِ صلوٰۃ۔ اسی طرح شرح و نصابِ زکوٰۃ اور اسی قسم کے دیگر متعلقہ اہم مسائل ہمیں حدیث میں ملتے ہیں۔

(ب) "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا" - آیت میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم موجود ہے، مگر کتنا ہاتھ اور کتنی چوری پر؟ تو یہ سب تفصیلات ہمیں حدیث میں ملتی ہیں۔

۲۔ معنیٰ مقصود کی تعیین:

یعنی ایک لفظ جو قرآنِ مجید میں استعمال ہوا ہے، وہ لغوی لحاظ سے کئی معنیٰ کا محتمل ہے، یا ایک ہی معنیٰ اپنے اندر بسیط وسعتیں رکھتا ہے۔ لیکن سنت نے اس کی تعیین یا تحدید کر دی ہے۔ مثلاً:

(الف) قرآنِ مجید میں ہے:

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ" (الانعام: ۸۲)

"جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا تو انہی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی لوگ راہ یاب ہیں۔"

روایات میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اس آیت کو سُن کر کہا تھا: "اَیُّنَا لَمْ یَظْلِمْ" یعنی "ہم میں سے کون ہے جو ظلم سے آلودہ نہ ہوا ہو؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی پریشانی کو یہ بتلا کر دُور فرمایا کہ "یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔" (بخاری)

اس تفسیر کی تائید قرآنِ کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے:

"اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔" (لقمان: ۱۳)

اگر اس پیغمبرانہ تفسیر کو نہ تسلیم کیا جائے تو لازم آئے گا کہ ظلم کی ہر قسم کا ارتکاب ایک مسلمان کو امن اور نجات سے کلیۃً محروم کر دے گا، کیوں کہ "اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ" میں اندازِ حصر اسی کا مقتضی ہے۔ حالانکہ اصل صورتِ حال یوں نہیں ہے (اس طرح تو خوارج کے عقیدے کی تائید ہوتی ہے)

(ب) "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ" (التوبۃ: ۳۴)

"کنز" کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ لغوی لحاظ سے اس کی کوئی تخصیص نہیں کہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا "جس جمع شدہ رقم کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز شمار نہیں ہوگی۔" (ابن ماجہ۔ کتاب الزکوٰۃ)

دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ اِلَّا لِيُطَيِّبَ بِهَا مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ"

"یعنی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لیے فرض کی ہے کہ اس کے ذریعہ باقی ماندہ مال کو پاک کر دے۔" (ابو داؤد۔ کتاب الزکوٰۃ)

۳۔ واقعاتی پس منظر کی وضاحت:

قرآنِ مجید میں عہدِ نبوی کے مختلف واقعات ملتے ہیں۔ لیکن اندازِ بیان اتنا مختصر ہے کہ جب تک سنت کے ذریعے پورا پس منظر سامنے نہ آجائے اصل واقعہ کے تمام خدوخال نمایاں نہیں ہو سکتے۔ مثلاً:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ - الآية!"

(الانفال : ۷)

اس آیت میں غزوۂ بدر کی طرف اشارہ ہے، لیکن اس بارے مفصل معلومات حدیث سے واضح ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح "وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا" (التوبۃ : ۱۱۸) "عَبَسَ وَتَوَلّٰى" اور اس قسم کی دوسری آیات کو اس موقعہ پر پیشِ نظر رکھنا چاہیے، کہ جن کا ایک طویل پس منظر ہے، اور جو سنتِ رسولؐ سے ہی نمایاں ہوتا ہے۔

...م ۔ شرائط وموانع کی توضیح :

قرآنِ کریم ایک حکم دیتا ہے، لیکن اس کے نفاذ کی شرائط کیا ہیں؟ موانع کون سے ہیں؟ یہ تفصیلات ہمیں سنت سے معلوم ہوتی ہیں۔ یا ایک حکم بظاہر عام ہوتا ہے، لیکن سنت میں مستثنیات کی فہرست بیان کر دی جاتی ہے۔ مثلاً :

(الف) قرآن مجید میں ہے :

"وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ" (النساء : ۲۴)

"اور ان کے علاوہ عورتیں تم پر حلال ہیں!"

لیکن یہ عورتیں کب حلال ہیں؟ اس کی وضاحت اور اس باب میں شرائط کی پوری تفصیل حدیث میں ملتی ہے۔

(ب) قرآنِ مجید میں ہے :

"يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ"

(النساء : ۱۱)

"اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے تم کو وصیت کرتا ہے کہ مرد کے لیے دو عورتوں جیسا حصہ ہے۔"

یہاں اولاد کے وارث ہونے کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔ وضاحت حدیث میں ہے کہ اختلافِ مذہب اور قتل، موانعِ ارث میں سے ہیں۔ یعنے کافر بیٹا اور باپ کا قاتل وارث نہیں ہو سکتے۔

(ج) قرآنِ کریم میں ہے :

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ" (النساء: ۱۲)

"اس وصیت کے بعد جو تم کرتے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد"

یہاں وصیت کے جواز کے لیے عام حکم ملتا ہے، لیکن حدیث میں ہے کہ ایک تہائی سے زیادہ وصیت نہیں کی جا سکتی۔ کیوں کہ اس طرح اصل قریبی رشتہ داروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

(د) قرآن مجید میں میتہ (مردار) کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ لیکن حدیث میں اس حکم سے دو حیوانات کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ مچھلی اور ٹڈی۔

۵۔ قرآنی اصول و کلیات کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادی فیصلے:

مثلاً، قرآن مجید آپؐ کا یہ منصب بیان کرتا ہے:

"وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ" (الاعراف: ۱۵۷)

یعنی "نبیؐ، پاک چیزیں ان کے لیے حلال کرتے ہیں، اور خبیث و ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں!"

اس اصول کی روشنی میں آپؐ نے گدھا، کتا، پھاڑنے والے جانور اور پنجے دار پرندے حرام ٹھہرائے ہیں۔

۶۔ قرآن مجید میں ہے:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" (الحشر: ۷)

"رسول اللہؐ، جو تمہیں دیں، اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز آجاؤ۔"

سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا نزول مالِ فے کے بارے میں ہوا ہے، لیکن ساتھ ہی الفاظ کے عموم سے جو ایک عام حکم اور کلی قاعدہ معلوم ہوتا ہے اس سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اسی بناء پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس آیت کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے ایک عورت کو وشم سے منع کیا اور آیت "مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ" پڑھتے ہوئے فرمایا: اس سے وشم (جسم گدوانے کی) بھی ممانعت ہو گئی۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ